حضرۃ العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ اٹک شہر

احسان وسلوک میں
حضرۃ مدنی قدس سرہٗ العزیز کا مقام رفیع

۳

تربیۃ السالکین حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی ریاضت اور محنت سے اس راہ سلوک کو طے فرمایا تھا وہ پوری طرح اس کے نشیب و فراز سے واقف تھے یہی وجہ تھی کہ آپ نے سالکین کی تربیت ان کے مزاج کے مطابق فرمائی اختصار کے طور پر ان کے ارشاد فرمودہ چند روحانی نسخے درج ذیل ہیں۔

(۱) امراض باطنیہ کے ازالہ کے لیے آپ نے فرمایا۔

"امراض باطنیہ کے علاج اجمالی تو کثرت ذکر اور تدبر فی القرآن اور کثرت تلاوت ہے اور تفصیلی (علاج) احادیث متعلقہ میں غور کرنا اور ان کی ہدایات کے مطابق ہر ایک خلق میں جدوجہد کرنی تصوف کی کتابیں ان امور میں ہدایات تامہ کرتی ہیں بالخصوص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں جیسے کیمیائے سعادت، منہاج العابدین وغیرہ کی ہر دو کا ترجمہ اردو میں موجود ہے۔ منہاج العابدین امام غزالیؒ کی آخری تصنیف ہے مختصر اور مفید ہے اس کا ترجمہ سراج السالکین اُردو میں ہے اور بہت کار آمد ہے رسالہ امداد السلوک فارسی میں بہت مفید ہے"۔

(مکتوبات شریف ج ۴ ص۲۹)

ف: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف کا خلاصہ خلاصۃ التصانیف فی التصوف کے نام سے عارف باللہ شیخ محمد امین کردیؒ نے فرمایا ہے جس کا ترجمہ اُردو میں اس گناہ گار نے روحانی تحفہ کے نام سے کیا الحمد للہ اس سے ہر طبقہ کے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا چنانچہ اس کا ترجمہ پشتو زبان (ادارۃ العلم والتحقیق، دار العلوم حقانیہ" اکوڑہ خٹک کی جانب سے) سندھی زبان میں شائع ہو چکا ہے اب انشاء اللہ انگریزی میں بھی شائع ہونے والا ہے۔

"امداد السلوک" یہ کتاب حضرت قطب الدین دمشقی م ۸۸۸ھ کی تالیف ہے جس کا نام رسالہ مکیہ ہے یہ عربی زبان میں ہے جس کا ترجمہ فارسی زبان میں قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ محمد ضامن حسن شہید کے حسب ارشاد فرمایا اور اس ترجمہ کا نام اپنے مرشد کی نسبت سے امداد السلوک

رکھا۔ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے اس گناہ گار کو مطالعہ کا حکم فرمایا تھا جس سے کافی روحانی فائدہ ہوا مگر افسوس گناہ گار سنبھال نہ سکا۔

اسی طرح آنکھ کے گناہ سے محفوظ رہنے کا عملی علاج تجویز کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جب کوئی حسین صورت نظر آجائے تو معًا یہ تصور کیجیے کہ یہ ناپاک منی اور ناپاک خون سے بنائی ہوئی عورت ہے اور بدن میں سیروں نجاست اس میں بھری ہوئی ہے صبح و شام پاخانہ اور پیشاب وغیرہ کی صورت میں نکلتی ہے اور مرنے کے بعد اس کی نہایت نفرت انگیز صورت ہونیوالی ہے اس واقعی بات میں ذرا غور اور دھیان برابر رکھئے انشاء اللہ بے چینی وغیرہ جاتی رہے گی۔" (ج ۴ ص۲۹)

(۲) قبض و بسط کا علاج۔ اس گناہ گار کے نام مکتوب شریف میں یہ ارشاد فرمایا:۔

"قبض و بسط کی حالت کا پیش آنا خواص انسانی میں سے ہے اس سے زیادہ متاثر نہ ہونا چاہیے البتہ قبض کی حالت میں آدمی کو چاہیے کہ استغفار کثرت سے کرتا رہے اور بسط کی حالت میں خداتعالےٰ کا شکر کثرت سے کرے کیونکہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر تم شکر کرو گے اور احسان مانو گے تو اور زیادہ تم کو دوں گا۔" (مکتوبات ج ۳ ص۱۲)

(۳) سالک کے لیے جسمانی اور مادی تکالیف کا علاج۔ ایک مرید باصفا کو ارشاد فرمایا:

"یہ جسمانی اور مادی تکالیف اندیشناک نہیں بلکہ ذکر کی تاثیرات ہیں جیسے اجزاء ناریہ دخان میں اجزاء ارضیہ کو اپنے مرکز کی طرف اٹھالے جاتے ہیں اور درمیان میں تصادم کی وجہ سے برق رعد اور صاعقہ وغیرہ پیش آتے ہیں یہی حال سالک کو ذکر کے ساتھ پیش آتا ہے ھنیًا لارباب النعم نعیمھم۔ تاہم ذکر جہر بارہ تسبیح کو موقوف کر دیجئے اور علی ہذا القیاس اسم ذات کو بھی بند کر دیجیے باقی اذکار یعنی پاس انفاس اور ذکر قلبی جو کہ جاری ہیں جاری رکھئے اور مراقبہ میں ترقی کیجئے۔" (مکتوبات ج ۳ ص۹۳)

یہ گناہ گار عرض کرتا ہے کہ بیعت کا مقصد اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بیعت کے بعد رزق کی فراوانی ہو اور دنیاوی مقاصد پورے ہوں آجکل بیعت کا تقریبًا یہی معیار قرار دیا گیا ہے اس لیے بجائے اصلاح نفس اور تزکیہ باطن کے اہل اللہ اور اولیاء کرام سے عملیات کی اجازت مانگتے ہیں اور اگر مالی حالت درست ہو گئی مادی اغراض پوری ہو گئیں تو پھر مرشد کو قاضی الحاجات کہنے اور سمجھنے میں بھی دیر نہیں لگاتے اور اگر میلے کچیلے گناہ سے آلودہ بدن کو شیخ کامل کی نظر سے صاف ہونے میں تکلیف پہنچے یا ناجائز رزق کی آمدنی

بند ہو جائے یا کوئی مادی ابتلا آجائے تو اس بیعت کو توڑ ڈالتے ہیں ایسے قسم کے لوگوں کا ذکر قرآن عزیز نے یوں فرمایا ہے ۔

ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر اطمان بہ واصابتہ فتنۃ انقلب علی وجھہ خسر الدنیا والاخرۃ ذٰلک ھوالخسران المبین۔ (الحج ۱۱)

ترجمہ ، اور کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک شرط پر کرتے ہیں اگر ان کو دنیاوی بہتری مل جائے تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی آزمائش آجائے تو چہرے کے بل پلٹ جاتے ہیں دنیا اور قیامت دونوں میں گھاٹا پا گئے اور یہ کھلا ہوا گھاٹا ہے ۔

حالانکہ سلوک و معرفت تو اصحاب صفہ کی وراثت ہے بلکہ اس گناہ گار کے نزدیک تو تمام دینی تعلیم اصحاب صفہ کی وراثت ہے ان مدارس اور خانقاہوں میں اگر اصحاب صفہ کی جھلک ہو گی تو دینی طور پر کامیاب ورنہ ناکام ہوں گے ۔

ایک صحابی نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ سے بڑی محبت ہے آپ نے فرمایا دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے ؟ اس نے تین بار اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا مجھے آپ سے بڑی محبت ہے تو آپ نے فرمایا ،

"اگر تو سچا ہے تو پھر غربت کے لیے پالان تیار کر لے یاد رکھ جس کو میرے ساتھ محبت ہو گی فقر و فاقہ اس کی طرف پانی کے اس سیلاب سے بھی جلدی پہنچ جائے گا جو پستی کی طرف بہنے والا ہو۔" (مشکوٰۃ باب فضل الفقراء)

چنانچہ سلوک و احسان کے طلباء کو فقیر کہا جاتا ہے اور فقر کے تین حرف تین صفات کی علامت ہیں ۔

ف سے فاقہ ، ق سے قناعت ، ر سے ریاضت ۔ رزقنا اللہ وایاکم آمین

اس دنیا کی عیش و عشرت سے دامن بچانا صرف تقویٰ ہی نہیں بلکہ سلوک کے لیے نہایت ہی ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ اکابر اولیاء کرام ہمیشہ اس سے کنارہ کش رہے شاہ غلام علی نقشبندی کو جب نواب ٹونک نے ضروریات کے پورا کرنے کے لیے مادی پیش کش کی تو آپ نے جواب میں فرمایا ۔

نان جویں و خرقۂ پشمین و آب شور — سیپارہ کلام و حدیث پیمبری
ہم نسخہ دو چار ز علمیکہ نافع است — نہ دیں نہ لغو بوعلی و ترّاہ عنصری
تاریک کلبہ کہ پے روشنی آں — بیہودہ نیستے بجز د شمع قادری
بہ یک دو آشنا کہ نیرزد بہ نیم جو — در پیش چشم او ملک سنجری

ایں آں سعادت است کہ حسرت برادبرد جویائے ملک قیصر تخت سکندری

(۴) حضرت مولانا عبدالحق مدنی صدر مدرس مدرسہ قاسمیہ شاہی مسجد مراد آباد کے نام گرامی نامہ میں ارشاد فرمایا:

"آپ کا یہ فرمانا کہ زن وشوہر کے تعلقات کے ساتھ اصلاح نفس محال ہے میں اس کو تسلیم نہیں کرتا کیونکہ بیوی کے ساتھ خلوت بھی قلب کو صفا اور روح کو جلا دیتی ہے شفا قاضی عیاض کے شارح نے کہا ہے کہ ہر شہوت دل کو زنگ آلود کرتی ہے سوائے خلوت صحیحہ بیوی کے ساتھ، کیونکہ اس سے صفائی باطن ہوتی ہے۔" (مکتوبات شریف ج ۱ ص۱۳۱)

تجرد اور ان دنیاوی علائق سے تبتل جو نہ صرف انسان کی فطرت سلیمہ میں داخل ہیں نہ صرف غیر پسندیدہ بلکہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی لا رھبانیۃ فی الاسلام سلوک اور احسان طریقت کا بنیادی اصول ہے پھر نکاح جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے جس کو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرت سے تعبیر فرمایا سوائے یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے سب انبیاء علیہم السلام نے ازدواجی زندگی اختیار فرمائی قرآن عزیز نے فرمایا وجعلنا لھم ازواجا و ذریۃ (الرعد ۳۸) خود سید دو عالم امام المعصومین مرشد السالکین صلی اللہ علیہ وسلم کے نو حرم تھے جو ان کی خصوصیت تھی امت کی تعلیم کے لیے سفر میں مغازی میں بھی کسی نہ کسی ام المؤمنین کو ہمراہی کی سعادت بخشی رفیق اعلےٰ کے سفر کے وقت بھی یہ تعلق جلوہ گر تھا۔

نکاح اور تعلقات زن وشوئی معاشرتی یا جنسیاتی مسئلہ نہیں بلکہ یہ تو مذہبی اور روحانی مسئلہ ہے۔ کئی اخلاق فاسدہ اور اعمال رذیلہ خبیثہ کا نکاح سے قلع قمع ہوجاتا ہے قرآن عزیز نے جعل بینکم مودۃ ورحمۃ فرماکر اس کی حکمت بالغہ کو یوں ارشاد فرمایا کہ مودۃ فی زمان الشباب ورحمۃ فی زمان الشیخوخۃ یعنی جوانی میں میاں بیوی کے درمیان قلبی محبت ہوجاتی ہے اور بڑھاپے میں ایک دوسرے کے لیے سراپا شفقت اور رحمت بن جاتے ہیں۔

(۵) ایک مسترشد کی بعض کمزوریوں پر تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"طبیعت کا بدل جانا تو کسی گناہ کی شومی سے یا کسی حالت کے اظہار سے یا طبعی قبض سے جو کچھ بھی ہو لہے استغفار کی کثرت لازم ہے افسوس تو اس امر کا ہے کہ چار وقت کی نماز کیوں چھوٹی ہمیشہ خیال رکھئے کبھی ایسے وقت میں فرائض ترک نہ ہوں دل لگے یا نہ لگے کتنا ہی انقباض ہو مگر نماز ترک نہ ہونی چاہیئے توبہ نصوح کیجیے اور کثرت استغفار عمل میں لائیے — انشاء اللہ حالت خوب ہوجائے گی۔ (مکتوبات شریف ج ۱ ص۳۱۸)

ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے اعمال میں کمی یا کمزوری پر غور وفکر کرے چونکہ اللہ تعالےٰ تو رحیم اور کریم ہے وہ کسی نعمت کو سلب نہیں فرماتا جب تک بندہ خود اپنی نااہلی یا ناشکری کی وجہ سے محروم نہ ہو ارشادگرامی ہے ان اللہ لا یغیر بقومٍ حتی یغیروا بانفسھم (الرعد ۱۱)

سالک کے لیے تو بہت ہی محتاط رہنا ضروری ہے کہ اس کی محنت ضائع نہ ہو اس کے لیے توبہ اور استغفار ضروری ہے مگر توبہ وہی ہو جس کا ذکر قرآن عزیز نے یوں فرمایا:۔ الا من تاب و آمن وعمل عملاً صالحًا فاولٰئک یبدل اللہ سئیاتھم حسنات وکان اللہ غفورًا (الفرقان ۷۰)

(۶) ایک مسترشد صاحب کو جنہوں نے خلافت کی درخواست دی تھی یہ ارشاد فرمایا:۔

"محترم عزیز! نفس اور شیطان کے مکر ہزار ہزار ہیں دونوں انسان کو اگر وہ کھلی ہوئی انانیت اور جاہ پرستی اور خود غرضی سے بچتا بھی ہے تو ایسی ایسی خفیہ تدبیروں میں مبتلا کرتے ہیں کہ ان سے بچنا سخت مشکل ہوتا ہے عمومًا لوگوں میں پیری مریدی، حب جاہ ومال اور خواہشات نفسانی کی بناء پر جاری ہو رہی ہے بہرحال ان دونوں کے مکر سے بچیے، ممکن ہے کہ نسبت طریقت سے مالا مال ہو جائیں اور آپ کو باقاعدہ ارشاد وسلوک کی اجازت دینی چاہیئے مگر ابھی بہت سی خامیاں ہیں۔" (صت ۳۲)

سالک کی نیت خالص اصلاح نفس ہو وہ نفی اثبات میں اگر اپنے وجود کی نفی نہیں کرسکتا تو وہ کیسا موحد ہے لا الٰہ الا اللہ کے ذکر میں اگر وہ متعارف معبودات باطلہ کی نفی تو کرتا ہے مگر اپنے نفس کی نفی نہیں کرتا تو وہ کس طرح اصلاح پذیر ہوسکتا ہے اس لیے وہ عملیات جن کا تعلق تسخیر خلق سے ہے تزکیہ نفس کے لیے مفید نہیں اعداء کی شر سے محفوظ رہنے کے لیے عملیات کا پڑھنا تو درست ہے جیسا کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر معوذتین نازل فرمائیں مگر تزکیہ نفس شے دگر ہے۔

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے ہی ایک مسترشد کو فرمایا:۔

"کوئی عمل تسخیر کا ایسا ہوتا تو میں یہاں جیل ہی میں کیوں پڑا ہوتا سب سے بڑا عمل تسخیر کا تقویٰ ہے ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمٰن ودًا (مریم ۹۶)

(۷) اس گناہ گار کفش بوس کے نام ارشاد فرمایا:۔

"میرے محترم! لوازم عبودیت میں سے ہے کہ بندہ آقا کے حکم اور اس کی مرضی کا نہ صرف تابع بلکہ اس پر خوش بھی رہے اور منازل عشق میں تو اسکی رضوان اور خوشنودی نصب العین اور مقصود بالذات ہونی چاہیئے پھر اس قلق اور اضطراب کے کیا معنی؟ عالم اسباب میں فرما دیا گیا

اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل آپ پر لازم ہے کہ اگر مجھ پر کوئی آثار قلق واضطراب کے ظاہر ہوتے تو مجھ کو نہ صرف صبر بلکہ شکر کی تلقین کرتے من یرد اللّٰہ بہ خیرًا یصب منہ یاد دلاتے یہاں آپ خود الٹے مضطرب نظر آتے ہیں ملاقات کا ہرگز قصد نہ فرمائیں۔ (ڈسٹرکٹ جیل مراد آباد ۲۲ جولائی ۱۹۴۲ء، ۸ رجب ۱۳۶۱ھ)

(ج ۴ ص ۲۶۱)

مرشد کے لیے مربی ہونا ضروری ہے تربیت کا مفہوم یہ ہے کہ مرید اور مسترشد کی اصلاح کریں اس طریق اصلاح میں مرید کے مزاج اور کیفیت کا لحاظ نہ کرے رَبّ اور اَب میں یہی فرق ہے کہ اب سراپا شفقت ہے اولاد کی فاش غلطی بھی دیکھ کر خاموشی اختیار کرلیتا ہے جبکہ تربیت کنندہ کے لیے تنبیہ اور بوقت ضرورت اس میں سختی بھی ضروری ہے رب العلمین نے عفو وکرم مغفرت اور درگذر اس قدر فرمائی کہ اس سے زیادہ محال ہے مگر نافرمانی پہ زجر وتوبیخ اور بغاوت پر کسی بھی رعایت کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کا عفو وکرم، درگذر، انکساری، محبت اور شفقت اس دور میں بے نظیر تھی مگر بغاوت اور عدم اعتماد پر سرزنش بھی تھی جسکی نظیر مولانا صبغت اللہ صاحب کا واقعہ ہے۔

(۸) مولوی صبغۃ اللہ صاحب میں تعلق انکے مودودی ہونے کی وجہ سے منقطع کرچکا ہوں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۲)

چونکہ ابوالاعلیٰ مودودی نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے عنوان سے اپنا پورا زور قلم صرف کیا تھا جس کے دام تزویر میں بڑے بڑے علماء کرام اپنی سادگی اور اس سراب کو آب حیات سمجھ کر کشاں کشاں داخل ہوتے رہے مگر حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ نے روز اوّل ہی سے اس جماعت کو گمراہ اور گمراہ کن قرار دیا تھا ہم جیسے نا اہل مگر کفش بوس تو اسی وقت سے متنفر ہوگئے تھے خصوصًا مودودی کا شیخ العرب والعجم نوراللہ مرقدہ پر ذاتی اخلاقی حملہ ایسا تھا کہ کوئی بھی انصاف پسند خصوصًا دارالعلوم دیوبند سے منسوب باوفا ایک لحظہ کے لیے بھی اس جماعت کے ساتھ تعلق رکھنا دینی اور روحانی بلکہ اخلاقی خودکشی سمجھتا تھا مگر بعض لوگ ادھر تو خانقاہ مدنی سے اپنے آپ کو منسلک بتلاتے تھے اور ادُھر مودودی کو بھی مصلح سمجھتے تھے ان ہی میں سے مولانا سید صبغۃ اللہ صاحب بختیاری مدراسی بھی تھے حضرت نے ان کو اپنی بیعت سے خارج فرمادیا یہ گرامی نامہ اسی انقطاع تعلق کے لیے تحریر فرمایا۔ مگر مولانا بختیاری سعادت مند تھے کہ جلد ہی توبہ کرلی اور حضرت کی خدمت میں توبہ نامہ ارسال کرنے کے ساتھ ساتھ السر بالسر والعلانیہ بالعلانیہ پر عمل کرتے ہوئے اخبار مدینہ بجنور کی اشاعت مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۵۳ء میں توبہ نامہ بھی شائع کردیا جس کی نقل اور حضرت کا معاف فرمانا

مکتوبات شریف ج ۲ صفحہ ۳۰ میں مذکور ہے۔

ف: اس گناہ گار نے ۱۹۴۳ء میں ایک خط بہ نام مکتوب منسوخ بہ نام مودودی صاحب لکھا جو صدق جدید لکھنؤ کی اشاعت مورخہ ۹ مارچ ۱۹۴۲ء میں شائع ہوا اور اس سے متاثر ہوکر مولانا دریابادی مرحوم نے ایک مضمون بہ نام کشف حقیقت بھی شائع فرمایا جو دارالارشاد اٹک نے ایک مبسوط مقدمہ کے ساتھ بہ نام براۃ المحدث از افتراء المحدث شائع کر دیا ہے۔

(۹) ایک مرید کو ارقام فرمایا۔

"آپ ذکر پہ مداومت فرمائیں اور جہاں تک ممکن ہو اپنے نفس اور قلب پر قابو رکھیں اور اگر بے قابو ہونے لگیں تو درود شریف پڑھتے ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کریں۔ (مکتوبات شریف ج ۱ صفحہ ۳۹۲)

چونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں جلال ہے اور جلال کی قوت برداشت ہر ایک نہیں کرسکتا نفس اور قلب کے بے قابو ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ وہ ناسوتی صفات کو چھوڑ کر ملکوتی صفات کی طرف پرواز کرنے لگے اور دوسری حالت یہ ہے کہ بغاوت پر آمادہ ہوجائے کیونکہ نفس کی تین حالتیں ہیں امارہ لوامہ، مطمئنہ، اگر وہ امارہ ہوجائے تب بھی درود شریف کی کثرت سے بفضلہ تعالیٰ اس میں انکساری پیدا ہوجاتی ہے اور درود شریف حضور قلب اور شوق وعشق کے ساتھ اگر پڑھا جائے تو تصور رسید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صلاحیت پیدا ہوسکتی ہے۔ ذلک الفوز العظیم

(۱۰) چونکہ دل مرکز ہدایت ہے اور دل ہی سے کفر اور فسق اور نفاق کی امراض پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن عزیز نے صحابہ کرام کے بارہ میں ارشاد فرمایا کتب فی قلوبھم الایمان (المجادلہ ۲۲) کافروں کے بارہ میں فرمایا۔ قلوبھم منکرۃ (النحل ۲۱) اور ختم اللہ علیٰ قلوبھم (بقرہ ۷) منافقوں کے بارہ میں فرمایا۔ فی قلوبھم مرض (بقرہ ۱۰) اس لیے اصلاح قلب ہی سے اعمال اور اقوال کی اصلاح ہوسکتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (الرعد ۲۸) مگر دل تک رسائی زبانی ذکر اور دوسرے اوراد سے ہوگی اور جب دل ذاکر ہوجائے تو روح جو کہ حقیقت انسانیت کا نام ہے وہ ذکر کی دولت سے مشرف ہوجاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل وکرم ہے۔ یوتیہ من یشاء

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے ان تمام مدارج کو یوں ارشاد فرمایا۔

"لہٰذا برادر من تم پر لازم ہے کہ خاص ذات حق جل مجدہٗ کی جانب جہاں تک ممکن ہو قلب کو متوجہ کرو کیونکہ زبان سے ذکر کرنا گویا زبان کو ہلانا ہے اور قلب کا ذکر وسوسہ ہے

اور حقیقی ذکر روح کا ذکر ہے۔ (مکتوبات شریف ج ۱ صـ۴۹)

اسی کی مزید تشریح دوسرے مکتوب گرامی میں یوں فرمائی۔

"اگرچہ ذکر لسانی ذکر قلبی کے سامنے نہایت کمزور نسبت رکھتا ہو مگر جیسے کہ ذکر قلبی ذکر روحی کے سامنے نہایت کمزور ہے کہ ذکر اللسان تعلقه و ذکر القلب وسوسه قول سلف ہے مگر تاہم اس ذکر لسانی کو حقیر نہ سمجھا جائے (یہ بھی) بسا غنیمت ہے اور بہت سے اشخاص اس سے بھی محروم ہیں ثمرہ سے خالی نہیں اگرچہ ضروری ہے کہ حتی الوسع کوشش کی جائے کہ حضور قلب ہو۔ سیلاب میں دریا کا پانی بہتا ہے اور اس پر جھاگ اور کوڑا کرکٹ ہوتا ہے تاہم پانی اپنے فوائد زمینوں اور کاشت کے رقبوں، حیوانات وغیرہ کو پہنچاتا ہی ہے"

(جلد اول صـ۱۴۳)

اس بابرکت راہنما ہدایت اور مینار نجات مضمون کو حضرت قدس اللہ سرہ العزیز کے اس مکتوب گرامی پر ختم کیا جاتا ہے جو آپ نے مولانا قاری محمد میاں صاحب فتحپوری دہلی کے نام ارقام فرمایا تھا۔

میرے محترم! دوستوں اور احباب کی وجہ سے ان لمحات عزیزہ کو ضائع کرنا کس قدر بے وقوفی ہے سوچ کر اور غور کر کے اس کو سمجھئے ؎

دوستاں تضییع عمرت مے کنند نحل عمرت را بافسوں مے کنند

یہ جلسہ بازیاں اور اٹکھیلیاں آج اچھی معلوم ہو رہی ہیں مگر موت کے قریب اور بعد ان پر لعنت ہزار لعنت بھیجنی ہوگی ان میں جہاں تک ہو سکے کمی کیجئے۔ لا تلهكم اموالكم ولا اولادكم من ذكر الله پر غور کیجئے۔ المال والبنون زينة الحيوة الدنيا والباقيات الصلحت کو پس پشت نہ ڈالئے یہ جوانی کی عمر اور صحت عظیم الشان نعمت ہے اس کو ضائع ہونے سے بچائیے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ صـ۱۲۶)

بقیہ: یورپ کا بیمار معاشرہ

ایک بھی ایک نفسیاتی نگاہ ڈالیں پھر اس کی کامیاب تاریخ پر نظر کریں۔ پھر ہم یہ کہنے میں ذرہ بھر بھی متردد نہیں کہ جو قوم اسلامی قوانین کو عملاً نافذ کر دیتی ہے اس کا پہلا اثر جو سامنے آتا ہے وہ یہ کہ ملک میں امن و امان قائم ہو جاتا ہے۔ اخلاقی قدروں میں وزن آنے لگتا ہے۔ زمین پر خدا کی بادشاہی چلنے لگتی ہے اور وہ معاشرہ ایک بے مثال معاشرہ بن جاتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ یکم مئی ۱۹۹۳ء۔